بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ عزوجل

پردہ اٹھتا ہے

یہ مضمون ١٦ اپریل ١٩٩٩ کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں چھپنے والے اخبار پاکستان میں ایک غیر مقلد وھابی مرزا زاھد نامی شخص کے مضمون "کیا سب آزمائشیں صرف غریبوں کیلئے ھیں" کے جواب میں لکھا گیا تھا۔ الحمدللہ تعالیٰ اس مضمون کے بعد سے مرزا زاھد پر سڈنی کے تمام اخبارات پر پابندی لگادی گئی تھی کہ کوئی اخبار اس کے مضامین شائع نہ کرے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

16 اپریل 1999 کو اخبار پاکستان میں ایک مضمون ”کیا سب آزمائشیں صرف غریبوں کیلئے ہیں“ نظر سے گذرا۔ جسے پڑھ کر انتہائی افسوس ہوا اور حیرت ہوئی کہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کو کس طرح اپنی عقل کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کررہے ہیں۔اور کیا اللہ رحیم وغفور کے بارے میں اس عامیانہ انداز میں بھی سوچ سکتے ہیں؟ پھر اس پرطرہ یہ کہ جیسی سوچ ہے ویسے ہی سوقیانہ (بازاری) قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں مثلاً کوئی پاگل حکمران سمجھ رکھا ہے، بیوقوف حاکم ہے، احمق ظاہر کرنا چاہتے ہیں وغیرہ قسم کے الفاظ۔ اگر کسی دل میں رب تعالیٰ کا جاہ وجلال، ادب واحترام ہوتو وہ اس ذات پاک کے بارے میں اس قسم کے الفاظ لکھنا تو در کنار سوچنے سے بھی کانپ اُٹھے گا۔ بہر حال اس کا حساب تو مالک ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں ہو ہی جائے گا۔مگر میں یہاں پر اس خطرناک گمراہ کن بات کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جسے زاہد مرزا صاحب نے پانچ کالمز کی زبردست نفسیاتی تمہید کے بعد بیان کیا ہے۔وہ شفاعت انبیاء واولیاء وعلماء علیہم السلام ورحمۃ اللہ علیہم کا انکار ہے۔مگر انکار بھی ایسی زیرکی وچالاکی سے کیا گیا ہے کوئی انہیں منکر شفاعت بھی نہ کہہ سکے اور کام بھی بن جائے۔اس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں لکھی گئیں جو کہ تعلیمات قرآنیہ وسنت نبویہ کے سراسر خلاف ہیں ۔قبل اس کے کہ میں ان محرکات کو بیان کروں کہ جن کی وجہ سے مرزا صاحب نے یہ مضمون لکھا ہے۔ بہتر ہوگا کہ عوام بھائیوں کے سامنے اس حقیقت پر سے پردہ اٹھادوں کہ جس کی وجہ سے ان فتنوں نے جنم لیا۔ یہ خیرُ القرون قرنی کے بعد کا زمانہ ہے۔تابعین کا زمانہ کہ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد دنیا میں موجود ہے اور اپنے وجود مسعود کے ذریعے آفتاب نبوت سے حاصل کردہ نور کو پھیلا رہی ہیں ہر طرف قال قال رسول اللہ ﷺ کے نعرے بلند ہیں کہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مجلس علم برپا کی ہوئیں تو کہیں ان کے تربیت یافتہ سعادت مند طلبہ نے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ان مقدس ہستیوں کی موجودگی کی برکت سے عقیدے کی بنیاد پر قائم ہونے والے فتنے نا ہونے کے برابر ہیں ۔اگر کسی کو کسی مسئلہ میں کوئی شبہ پیدا ہوا بھی تو صحابہ کرام یا تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بارگاہ میں حاضر ہوکر تشفی کرلیتا ہے۔تابعین کرام بھی عوام کی نظروں میں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں اور کیوں نہ ہو کہ مصطفیٰ علیہ السلام نے جو فرمادیا تھا کہ ”خیر القرون قرنی ثم الذین

یلونہم ثم الذین یلونہم“ کہ سب سے بہترین میرا زمانہ ہے پھران کا جو میرے بعد ہیں پھرانکا جو اس زمانے کے بعد ہیں۔ان مقدس ہستیوں میں سے حسن بصری رحمۃ اللہ بھی ہیں۔جن کی کنیت ابوسعید ہے۔جو کہ تابعین میں سے عظیم امام، شیخ جلیل سردارِ محدثین وفقہاء وصوفیاء ہیں۔اللہ تعالیٰ کے خوف میں رونے والوں اور متقیوں اور پرہیز گاروں میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا ﷜ کی صحبت میں رہے۔ان سے احادیث روایت کی اور تصوف کا درس لیا۔حضرت علی ﷜ نے انہیں خرقہء خلافت عطا فرمایا۔آپ رحمہ اللہ سینکڑوں صحابہ کرام﷢ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم نے خراسان کے جہاد میں شرکت کی اس وقت ہمارے درمیان تین سو صحابہ کرام﷢ موجود تھے۔آپ رحمہ اللہ نے حضرت عثمان غنی، طلحہ اور ام المؤمنین عائشہ﷢ کی بھی زیارت کی ہے۔آپ کے محاسن گنے نہیں جا سکتے۔علماء فرماتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ کا کلام انبیاء کرام علیہم السلام کے مشابہ ہے۔آپ کی مجلس میں آخرت کا ذکر ہوتا تھا دنیا کی کوئی بات ذکر نہ کی جاتی تھی۔صحابی رسول ﷺ حضرت ابو بردہ ﷜ فرماتے ہیں کہ تابعین میں سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سب سے زیادہ صحابہ کرام﷢ سے مشابہت رکھتے ہیں۔حضرت عثمان غنی ﷜ کی شہادت تک مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر رہے پھر بصرہ تشریف لے آئے۔آپ کے والد کا نام ابوالحسن یسار تھا جو کہ زید بن ثابت ﷜ کے خادم تھے اور والدہ کا نام خیرہ تھا جو کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ تھیں۔جب شیر خوارگی میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ روتے تو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا انہیں اپنا دودھ پلایا کرتی تھیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ حسن بصری رحمہ اللہ کے محاسن وکمالات اسی دودھ کی برکت سے تھے۔آپ رحمہ اللہ حضرت عمر فاروق ﷜ کی شہادت سے دو سال قبل پیدا ہوئے اور ۱۱۰ھ میں وصال فرمایا۔آپ رحمہ اللہ کی مجلس علمی میں ایک شخص واصل بن عطاء نامی بھی بیٹھا کرتا تھا۔اس کا لقب غزال (جولا) تھا۔اس شخص نے ایک مرتبہ حسن بصری رحمہ اللہ کے سامنے زبان درازی کرتے ہوئے کہا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب نہ تو مومن ہے اور نہ ہی کافر۔اور کہا کہ کفر وایمان کے درمیان بھی ایک درجہ ہے۔یعنی اس کی مراد یہ تھی کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگر توجہ نہ کرے تو وہ نہ مؤمن رہتا ہے اور نہ ہی کافر ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں رہے گا۔حسن بصری رحمہ اللہ نے اسے بہتیرا سمجھایا مگر وہ اسی پر اڑا رہا اور اپنی عقل پر بھروسہ کرتے ہوئے ہٹ دھرمی کرتا رہا بالآخر حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا ”اعتزل عنا“ یہ شخص ہم (اہلسنت وجماعت) سے جدا ہو گیا۔اس وقت سے یہ اور اس کے ہم

خیال لوگ معتزلہ کہلائے۔ مگر یہ لوگ خود کو اصحاب عدل وتوحید کہتے۔ ﴿ماخوذ از نبراس شرح عقائد نسفی﴾ یعنی ہم لوگ وہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کو عادل جانتے ہیں اور ہم ہی ہیں جو توحید خالص پر ایمان رکھتے ہیں اور باقی لوگ اللہ تعالیٰ کو ظالم مانتے ہیں اوران کی توحید بھی خالص نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کیلئے صفات مان کر مشرکوں کی طرح ہو گئے ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے سمجھانے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سامنے حدیث رسول اللہ ﷺ تھی کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو بندہ لا الـٰـه الا اللـه کہے اور اسی عقیدے پر مر جائے تو جنت میں داخل ہو گا میں نے عرض کی کہ اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا ہاں اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے میں نے (دوسری مرتبہ) عرض کی اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ میں نے (تیسری مرتبہ) عرض کی کہ اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں اگر چہ وہ زنا کرے اور چوری کرے ابوذر کی ناک رگڑنے کے باوجود'' (بخاری ومسلم) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا مؤمن بالآخر اپنی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہو جائے گا۔ مگر واصل بن عطاء کے عقیدے کے مطابق اگر وہ توبہ نہ کرے تو کافروں کی طرح ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ بہر حال اس گمراہ فرقے نے اور بہت سے عقیدے ایجاد کئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

(۱) اللہ پر یہ بات واجب ہے کہ وہ گناہگاروں کو سزا اور نیکوکار کو ضرور نیکی کا بدلہ دے۔

(۲) شفاعت کا انکار کیا یعنی شفاعت قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے عدل کے خلاف ہے اور یہ ہیرا پھیری ہے۔

(۳) اشیاء میں بنفسہ تاثیر پائی جاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کی محتاج نہیں ہیں۔

(۴) اولیاء کرام سے کرامت صادر ہونے کا عقیدہ رکھنا غلط ہے۔

معتزلہ فرقے کے لوگ اپنے زمانے کے بادشاہوں کی خوشامدیں کر کے بڑے بڑے سرکاری عہدے حاصل کرتے رہے اور اپنے گمراہ کن عقائد کی اشاعت کرتے رہے۔ ان لوگوں نے سینکڑوں محدثین کو قتل کروایا بلکہ جو لوگ ان کے باطل نظریات نہ مانتے ان پر طرح طرح کی سختیاں کرواتے۔ بلکہ ایک جنگ میں بہت سے مسلمان کافروں کے ہاتھوں قیدی بنے تو ان لوگوں نے ظلم کی انتہا کر دی کہ صرف اپنے ہم خیال لوگوں کو فدیہ دے کر چھڑوا لیا اور باقی مسلمانوں کو کافروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا۔ یہ لوگ مختلف حکومتوں کے زیر سایہ

پروان چڑھتے رہے اور اپنے باطل نظریات کی عقلیات وفلسفے کے رنگ میں اشاعت کرتے رہے۔ تیسری صدی ہجری میں ایک مرد مجاہد ابوالحسن الاشعری پیدا ہوئے جن کا نام علی بن اسماعیل تھا۔ انہوں نے اس فرقے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں ہر طرح سے مسکت جوابات دیئے۔ یہ مشہور صحابی رسول ﷺ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ شروع میں تو آپ بھی اس فرقے سے متاثر تھے اور ان کی مجالس میں باقاعدہ سے بیٹھا کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے ایک واقعہ کو ان کی ہدایت کا باعث بنایا۔ ہوا یوں کہ ایک مرتبہ ابوالحسن الاشعری رحمہ اللہ نے اپنے معتزلی استاد علی جبائی سے سوال کیا آپ ان تین اشخاص کے بارے میں کیا کہتے ہیں کہ جن میں سے ایک نیک وصالح ہو کر مرا دوسرا گناہ گار و عاصی مرا اور تیسرا بچپن ہی میں مر گیا۔ تو اس نے جواب دیا کہ پہلا تو جنتی ہے اور دوسرا جہنمی ہے اور تیسرے کیلئے نہ ثواب ہے اور نہ ہی عقاب ہے۔ (حالانکہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک مسلمانوں کے بچے بالاتفاق جنتی ہیں) ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر وہ تیسرا یعنی بچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے کہ اللہ تو نے مجھے بچپن میں کیوں مار دیا تھا مجھے بڑا کرتا تاکہ میں تیری اطاعت کرتا اور جنت کا حق دار ہو جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ کیا جواب دے گا۔ علی جبائی نے اپنی عقل کے بل بوتے فوراً جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے پہلے ہی سے علم تھا کہ تو بڑا ہو کر گناہ کرتا جس کی وجہ سے تو ہمیشہ کیلئے جہنم میں چلا جاتا لہٰذا تیرے لیے بہتر یہی تھا کہ تو بچپن ہی میں مر جائے۔ ابوالحسن اشعری نے کہا کہ اگر دوسرا (جو جہنمی ہوگا) کہے اے رب تو نے مجھے بچپن ہی میں کیوں نہ مار دیا کہ نا ہی بڑا ہوتا اور نا ہی گناہ کرتا تاکہ جہنم سے بچ جاتا۔ تو رب تعالیٰ کیا جواب دے گا۔ اس پر علی جبائی مبہوت ہو کر رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ چنانچہ ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ نے اس گمراہ فرقے کو چھوڑ دیا اور اس فرقے کا خوب رد کیا اور لوگوں میں تعلیمات نبوی کی اشاعت کی۔ ﴿شرح عقائد نسفی﴾

مرزا صاحب نے یہ مضمون اسی گمراہ فرقے معتزلہ کے مذاق پر لکھا ہے۔ مرزا صاحب کے مضمون میں بہت سی باتیں قابل گرفت ہیں جن میں سے ہم چند باتیں لکھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ اسکی تردید بھی قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھیں گے۔

اولا

مرزا صاحب نے حق کی راہ میں ستائے ہوئے لوگوں کا ذکر کیا تو انہیں ابن تیمیہ ہی نظر آیا

حالانکہ اس سلسلے میں امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ یا امام مالک یا امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ وغیرہم کا

تذکرہ کیا جانا چاہئے تھا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ نہ قبول کرنے پر کوڑے مارے مارے گئے قید میں رکھے گئے بالآخر دھوکے سے زہر پلا کر شہید کیا گیا۔امام مالک بن انس رحمہ اللہ کو طلاق مکرہ کے مسئلے میں کوڑے مارے گئے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خلق قرآن کے مسئلے میں روزے کی حالت میں کوڑے مارے گئے۔یہ وہ مقدس حضرات ہیں کہ ان کا تذکرہ نہ کیا جائے تو اہل حق کا ذکر مکمل ہی نہیں ہوسکتا مگر انہیں ابن تیمیہ کے علاوہ تاریخ میں کوئی ایسی شخصیت ہی نظر نہ آئی کہ مثال کے طور پر پیش کرتے اہل علم پر اس کی وجہ محتاج بیان نہیں ہے کہ مرزا صاحب نے سب کو چھوڑ کر ابن تیمیہ ہی کو نیک امام کیوں کہا۔اپنے عوام بھائیوں کو باخبر کرنے کیلئے فقیر امت کے عظیم علماء کے اقوال لکھ رہا ہے تاکہ ان کے سامنے بھی معاملہ ظاہر ہو جائے۔خاتم الفقہاء والمحدثین شیخ الاسلام احمد شہاب الدین حجر الہیتمی المکی المتوفی ۹۷۳ھ سے سوال کیا گیا کہ ابن تیمیہ نے صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم پر اعتراضات کئے ہیں تو اس سلسلے میں اسکا مبلغ علم کیا ہے؟ تو آپ رحمہ اللہ نے ابن تیمیہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا

''ابن تیمیہ ایک ایسا شخص تھا جسے اللہ تعالیٰ نے بے عزت کیا۔گمراہ کیا۔اندھا کیا۔بہرا اور ذلیل کیا۔ائمۃ الدین نے اس کے احوال کے فساد اور اقوال کے جھوٹ کو بیان کیا ہے جو اسکی حقیقت کو جاننا چاہے اسے چاہیے کہ وہ امام مجتہد ابوالحسن سبکی،الشیخ امام عزالدین بن جماعہ ان کے اہل عصر علماء اور دیگر شافعی،اور مالکی وحنفی علماء کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ابن تیمیہ نے صرف صوفیہ کرام پر ہی اعتراض نہیں کیا بلکہ حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما پر بھی اعتراضات کئے ہیں ابن تیمیہ نے حضرت عمر فاروق ص کے بارے میں کہا ہے کہ انہوں نے بہت سی غلطیاں کیں اور مختلف چکروں میں پھنس گئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا کہ انہوں نے تین سو سے زیادہ غلطیاں کیں۔'' ﴿المختصر من الفتاویٰ الحدیثیہ﴾

علامہ کوثری رحمہ اللہ ''السیف الصیقل فی الرّد علی ابن ذخیل'' ابن تیمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> ''وہابیہ کے مورث اعلی ابن تیمیہ نے تو کھلے الفاظ میں فتویٰ دیا کہ حضورا کے روضہ شریف کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا سفر معصیت ہے جس میں نماز قصر نہ کرنی چاہیے بنابریں زائرین کے علاوہ فرشتے بھی جو ہر روز صبح وشام آسمان سے اتر کر روضہ شریف پر حاضر ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں اسی معصیت (گناہ) میں مبتلا ہیں۔یہ حضور ﷺ کی جناب میں کمال

درجے کی گستاخی ہے۔ابن تیمیہ کے اس فتویٰ سے شام ومصر میں بڑا فتنہ برپا ہوا۔شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں استفتاء کیا۔علامہ برہان بن الفرکاح فزاوی نے تقریباً چالیس سطر کا مضمون لکھ کر اسے کافر بتایا۔علامہ شہاب بن جہبل نے اس سے اتفاق کیا۔مصر میں یہی فتویٰ مذاہب اربعہ کے چاروں قضاۃ پر پیش کیا گیا۔مفتی بدر بن جماعہ شافعی نے لکھ دیا کہ ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے بزجر وتوبیخ منع کیا جائے۔اگر باز نہ آئے تو قید کر دیا جائے۔محمد بن الجریری انصاری حنفی نے لکھا کہ اسی وقت بلا کسی شرط قید کیا جائے۔محمد بن ابی بکر مالکی نے کہا کہ اسے اس قسم کی زجر وتوبیخ کی جائے کہ ایسے مفاسد سے باز آجائے۔احمد بن عمر مقدسی حنبلی نے بھی ایسا ہی لکھا۔نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ شعبان ۷۲۶ھ میں دمشق میں قلعہ میں قید کیا گیا اور قید ہی میں ۲۰ ذیقعدہ الحرام ۷۲۸ھ میں مر گیا۔

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ علمائے امت کے نزدیک ابن تیمیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے عزت، گمراہ، اندھا اور ذلیل کر دیا تھا نیز اس کے حالات فاسد اور اقوال جھوٹے تھے،اس نے حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما کو (معاذ اللہ) غلط کار قرار دیا۔اسکے نزدیک نبی ﷺ کے روضے کی زیارت کرنا گناہ تھا اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے معصوم فرشتے بھی صبح وشام ستر ستر ہزار کی تعداد میں آسمان سے سفر کر کے روضے مبارکہ کی طرف آتے ہیں وہ بھی (معاذ اللہ) گناہ گار ہیں۔میں نے ابن تیمیہ کی چند کافرانہ اور گمراہ کن باتیں ذکر کی ہیں ورنہ اسکی گمراہیوں کی فہرست بہت طویل ہے۔علمائے سابقہ نے اسکی انہیں حرکتوں کی وجہ سے اسے کافر و گمراہ اور گمراہ گر قرار دیا ہے۔عربی زبان کا مشہور مقولہ ہے" الجنس یمیل الیٰ الجنس "یعنی ہم جنس افراد ایک دوسرے کی طرف مائل ہوتے ہیں۔مسلمان مسلمان ہی کی طرف کافر کافر ہی کی طرف اور گمراہ گمراہ ہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔میں اپنے سمجھدار قارئین سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ اسلام کی پندرہ سو سالہ طویل تاریخ میں مرزا صاحب کو ابن تیمیہ ہی کیوں نیک امام نظر آیا۔

ثانیا

مرزا صاحب کے مضمون سے درج ذیل باتیں ظاہر ہیں۔

(ا) شفاعت انبیاء واولیاء علیہم السلام ورحمۃ اللہ علیہم (معاذ اللہ) ہیرا پھیری ہے۔

(ب) شفاعت کا عقیدہ رکھنے والے قیامت پر ایمان نہیں رکھتے۔

(ت) شفاعت کو ماننے والے بے دین اور شیطان کے ایجنٹ ہیں۔

(ث) شفاعت کو ماننے والے بدمعاش ہیں۔

(ج) اگر نبی ﷺ شفاعت کروائیں گے تو معاذ اللہ وہ بھی وڈیروں کی طرح بدمعاشوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی پشت پناہی کرنے والے ہونگے۔

(ح) شفاعت کے ماننے والے اگرچہ منہ سے قیامت کا اقرار کریں وہ کافر ہے۔(معاذ اللہ)

(خ) قرآن وصحیح حدیث میں کہیں یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ نبی ﷺ جس کو چاہیں چھڑوالیں۔

مرزا صاحب کی یہ تمام باتیں بے بنیاد ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی گمراہ کن بلکہ بعض تو کفر بھی ہیں۔انشاء اللہ میں اب قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں مرزا صاحب کی دروغ گوئی اور جہل سے پردہ اٹھاتا ہوں اور اپنے محترم قارئین سے عرض گذار ہوں کہ قرآن وحدیث کے ان دلائل کو غور سے دیکھیں اور اندازہ کریں کہ کس طرح سے بے دین لوگ لباس خضر میں ہمدردی کا ڈرامہ رچائے ہوئے ایمان کی دولت پر ہاتھ صاف کرتے ہیں کہ بیچارے لوگوں کو پتہ بھی نہیں چلتا اور اپنی آخرت کی پونجی سے ہاتھ بھی دھو بیٹھتے ہیں۔پہلے چند قرآنی آیات پیش کی جاتی ہیں اسکے بعد احادیث مبارکہ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱﴾عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا۔ ﴿پارہ ۱۵ بنی اسرائیل﴾

ترجمہ:۔قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے کہ جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں صحیح بخاری میں روایت کرتے ہیں

”حضور شفیع المذنبین ﷺ سے عرض کی گئی۔مقام محمود کیا چیز ہے فرمایا ھو الشفاعۃ وہ شفاعت ہے۔

۲﴾ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ۔(پارہ ۳۰ والضحیٰ)

ترجمہ:۔اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہوجاؤ گے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام دیلمی مسند الفردوس میں امیر المؤمنین علی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا۔

"اذن لا ارضی و واحد من امتی فی النار"

میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک امتی بھی جہنم میں ہوگا۔

امام طبرانی معجم اوسط اور امام بزار مسند میں مولی المسلمین علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ "اشفع الامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای رب رضیت"۔

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ یہاںتک کہ میرا رب مجھے ندا کرے گا کہ اے محمد! کیا تم راضی ہو گئے تو میں کہوں گا کہ اے رب میں راضی ہوں۔

اگرچہ قرآن مجید کی دیگر اور آیات مبارکہ بھی ہیں کہ جن میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی بیان ہے مگر میں طوالت کے خوف سے انہی آیات پر اکتفا کر رہا ہوں کہ یہ دو آیتیں ہی مرزا صاحب کی دروغ گوئی کو بے پردہ کرنے کیلئے کافی ہیں۔ قارئین کرام نے جان لیا ہوگا کہ مرزا صاحب کے قول "قرآن و صحیح حدیث میں کہیں ثابت نہیں ہے کہ نبی ﷺ جس کو چاہیں چھڑا لے" میں کتنی حقیقت ہے۔ اور مرزا صاحب کا کہنا "شفاعت تو دعا ہے اللہ تعالیٰ چاہے قبول کرے یا نہ کرے"۔ حقیقت سے کتنا بعید ہے۔

قارئین کرام اس بات پر بھی غور کریں کہ مرزا صاحب کی گالیوں کی زد میں کون آیا یعنی اللہ ﷻ اور رسول اللہ ﷺ بھی مرزا صاحب کی دریدہ دہنی سے محفوظ نہیں رہے۔ اب چند احادیث شریف نقل کرتا ہوں جو انشاء اللہ مومنین کے لئے دل کا چین اور منکرین شفاعت کیلئے خدائی مار ثابت ہونگی۔ سب سے پہلے صحیح بخاری و مسلم کی حدیث شریف نقل کی جاتی ہے جو دیگر بہت سی کتابوں میں نقل کی گئی ہے۔ یہ حدیث شریف مرزا صاحب اور ان کے ہم خیال ٹولے کیلئے خدائی تلوار ثابت ہوگی۔ امام بخاری اور امام مسلم اور دیگر محدثین روایت کرتے ہیں کہ

"معد بن ھلال عنزی کہتے ہیں۔ ہم چند لوگ حضرت انس بن مالک ص کی خدمت میں جانا چاہتے تھے ان سے ملاقات کیلئے ہم نے حضرت ثابت کی سفارش طلب کی جب ہم حضرت انس ص کے پاس پہنچے تو وہ چاشت کی نماز پڑھ رہے تھے ثابت نے ہمیں بلانے کی اجازت حاصل

کی ہم اندر پہنچے انہوں نے ثابت کو اپنے پاس تخت پر بٹھا لیا پھر ثابت نے حضرت انس ص سے مخاطب ہو کر کہا اے ابو حمزہ (یہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) آپ کے یہ بصری بھائی یہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے سامنے حدیث شفاعت بیان کریں۔ حضرت انس ص نے کہا محمد ا نے فرمایا جب حشر کا دن برپا ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے۔ پہلے وہ حضرت آدم ں کی خدمت میں حاضر ہونگے اور ان سے عرض کرینگے اپنی اولاد کیلئے شفاعت کیجئے۔ حضرت آدم ں فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے البتہ تم حضرت ابراہیم ں کے پاس جاؤ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم ں کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ وہ فرمائینگے میرا منصب یہ نہیں ہے البتہ تم حضرت موسیٰ ں کے پاس جاؤ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم ہیں پھر لوگ حضرت موسیٰں کی خدمت میں حاضر ہونگے وہ کہیں گے کہ میرا یہ مقام نہیں ہے البتہ تم حضرت عیسیٰں کے پاس جاؤ وہ اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ روح ہیں اور اس کے پسندیدہ کلمے سے پیدا ہوئے پھر لوگ حضرت عیسیٰں کے پاس جائینگے وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں ہے البتہ تم محمد ا کے پاس جاؤ پھر تمام لوگ میرے پاس آئینگے میں ان سے کہوں گا کہ اس شفاعت کا کرنا میرا ہی منصب ہے پھر میں ان کے ساتھ چلوں گا اور اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرونگا پھر مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہونگا اور ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرونگا جو اس وقت میرے ذہن میں حاضر نہیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس وقت وہ کلمات میرے دل میں پیدا فرمائے گا۔ پھر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گر پڑونگا پھر مجھ سے کہا جائیگا یا محمد ا ارفع راسک وقل یسمع لک و سل تعطی و اشفع نشفع ۔اے محمد ا اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہاری بات قبول ہوگی مانگو۔ جو کچھ مانگو گے دیا جائے گا۔ اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا ربِّ امتی امتی۔ اے میرے رب میری امت میری امت۔ پس کہا جائے گا جاؤ جس شخص کے دل میں ایک گندم یا جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو۔ اس کو جہنم سے نکال لاؤ۔ میں انکو جہنم سے نکال لاؤنگا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونگا اور انہی کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا پھر سجدے میں گر جاؤں گا پھر مجھے کہا جائے گا۔

یـا مـحـمـد ارفـع راسک وقـل یسـمـع لـک وسـل تـعطـی و اشفع نشـفـع۔ یا محمدا اپنے سر کو اٹھایئے اور کہیں آپ کی بات سنی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کا سوال پورا کیا جائیگا۔ آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی پس میں عرض کروں گا اے میرے رب امتی امتی پھر مجھ سے کہا جائیگا۔ جایئے جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لایئے میں انکو جہنم سے نکال لاؤں گا پھر میں اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونگا اور انہی کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور پھر سجدے میں گر جاؤنگا پھر مجھ سے کہا جائے گا۔یـا محمدا ارفع راسک وقل یسمعلک وسل تعطی و اشـفع نشفع ۔ اے محمدا اپنا سر اٹھایئے اور کہیے۔ آپ کی بات قبول ہوگی اور جو کچھ مانگنا ہو مانگیے آپ کو دیا جائیگا و شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول ہوگی میں عرض کروں گا اے میرے رب امتی امتی مجھ سے کہا جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کمتر ایمان ہو اس کو سے نکال لاؤ میں ان لوگوں کو بھی جہنم سے نکال لاؤ۔ یہ حضرت انس صکی بیان کردہ حدیث تھی ۔حدیث سن کر ہم وہاں سے چلے گئے۔اور جب ہم صحرائے جبّان میں پہنچے تو ہم ے کہا کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ملاقات کریں جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ (حجاج بن یوسف کے خوف سے) ابو حنیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے۔ہم نے جا کر انہیں سلام کیا اور عرض کیا اے ابوسعید! ہم آپ کے بھائی حضرت ابوحمزہ (حضرت انس ص) سے ملکر آرہے ہیں۔انہوں نے شفاعت کے بارے میں ہمیں ایک ایسی حدیث سنائی ہے جو ہم نے اس سے پہلے نہیں سنی تھی۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ ہمیں بھی وہ حدیث سناؤ۔ہم نے حدیث سنائی انہوں نے کہا اور سناؤ ہم نے عرض کیا ہم کو حضرت انسص نے اس سے زیادہ حدیث نہیں سنائی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا ہم نے بھی 20 سال پہلے حضرت انسص سے یہ حدیث سنی تھی اس وقت انکی جوانی کا عالم تھا اور اب وہ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ہم کو جب انہوں نے یہ حدیث سنائی تھی تو اس سے زیادہ بیان کیا تھا اب مجھے معلوم نہیں وہ تم کو پوری حدیث سنانی بھول گئے یا انہوں نے مصلحتاً پوری حدیث نہیں سنائی کہ کہیں تم لوگ نیک عمل کرنا نہ چھوڑ دو ہم نے

عرض کیا حدیث کا جو حصہ حضرت انسص نے نہیں سنایا وہ کیا ہے؟ یہ سن کر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ہنسنے لگے اور فرمایا خلق الانسان من عجل یعنی انسان بڑا جلد باز ہے۔ میں نے تم کو یہ پرانا واقعہ اس لیے سنایا تھا کہ حدیث شریف کا جو حصہ حضرت انسص نے تم کو نہیں سنایا وہ سنا دوں پھر حضرت انس ص نے کہا کہ رسول اللہ چوتھی بار پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونگے اور انہی کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد کریں گے اور سجدے میں گر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا ۔یا محمد ارفع راسک وقل یسمع لک وسل تعطی واشفع تشفع۔ اے محمد اپنے سر کو اٹھائیے اور کہیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگیے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ حضور نے فرمایا میں عرض کروں گا اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی شفاعت کی اجازت دیجئے جنہوں نے صرف ایک بار کلمہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ آپ کا حصہ نہیں اور نہ یہ شفاعت آپ کی طرف مفوض ہے لیکن مجھے اپنی عزت وجلال، عظمت و جبروت اور کبریائی کی قسم ہے میں ان لوگوں کو جہنم سے ضرور نکالوں گا جنہوں نے ایک بار بھی کلمہ طیبہ پڑھا ہے حدیث کے راوی معبد بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے حق میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث انہوں نے حضرت انس بن مالک سے سنی ہے۔ اور میرا گمان یہ ہے کہ یہ انہوں نے 20 سال پہلے ہی سنی ہو گی جس وقت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ جوان تھے۔

2-1 امام احمد بسند صحیح اپنی سند میں حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ سے اور ابن ماجہ حضرت موسیٰ اشعری ﷺ سے روای حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں ُ

’اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے کہ یا تو شفاعت لو یا یہ کہ تمہاری آدھی امت جنت میں جائے گی ۔میں نے شفاعت لی کہ وہ زیادہ تمام اور کام آنے والی ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری شفاعت پاکیزہ مسلمانوں کیلئے ہے نہیں بلکہ وہ ان گنہگاروں کیلئے ہے جو گناہوں میں آلودہ اور سخت کار ہیں۔‘‘

3-ابن عدی حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور شفیع المذنبین ﷺ فرماتے ہیں

”شفاعتی للھالکین من امتی یعنی میری شفاعت میرے ان امتیوں کیلئے ہے جنہیں گناہوں نے ہلاک کرڈالا۔“

4-8۔ ابوداؤد وترمذی وابن حبان وحاکم وبیہقی بافادہ تصحیح حضرت انس ص اور ترمذی وابن ماجہ و ابن حبان وحاکم حضرت جابر بن عبداللہ ص اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ اور خطیب بغدادی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق و حضرت کعب بن عجرہ ث سے راوی حضور شفیع المذنبین ا فرماتے ہیں۔شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت میں ان کیلئے ہے جو کبیرہ گناہوں والے ہیں۔

9- حضرت ابوبکر احمد بن علی بغدادی حضرت ابودرداء ص سے راوی حضور شفیع المذنبین انے فرمایا کہ میری شفاعت میرے گناہگار امتیوں کیلئے ہے۔ابودرداء صنے عرض کی اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو۔نبی انے فرمایا اگرچہ زانی ہو اگرچہ چور ہو۔برخلاف ابودرداء کی خواہش کے۔

اس موضوع پر مذکورہ احادیث کے علاوہ دیگر احادیث میرے سامنے موجود ہیں۔اگر ان سب کو لکھوں گا تو صرف اسی موضوع پر ایک رسالہ تیار ہوجائے گا۔مگر طوالت کے خوف سے صرف اسی پر اکتفاء کررہا ہوں کہ غور کرنے والی عقل اور حق قبول کرنے والے دل کیلئے یہی کافی ہے۔محترم قارئین کو ایک مرتبہ پھر دعوت فکر دیتا ہوں کہ وہ ان آیات مبارکہ اور احادیث شریفہ کو توجہ سے دیکھنے کے بعد خود ہی مرزا صاحب کے بارے میں فیصلہ فرمائیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱﴾ عنقریب آپ ﷺ کا رب آپ ﷺ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا اور سرکار ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ شفاعت ہے۔مگر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ شفاعت صرف دعا ہی کا نام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اتنی شان سے کیوں بیان فرمایا۔اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو شفاعت کے منصب پر فائز فرما کر بھی آپ ﷺ کی عرض نہ قبول کرے تو اس منصب کا کیا فائدہ ہے۔

۲﴾ والضحیٰ کی آیت طیبہ کے مطابق اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے اور سرکار ﷺ فرماتے ہیں پھر تو میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا کہ جب تک میرا ایک امتی بھی آگ میں ہوگا۔مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اپنی مرضی سے کسی کو بھی نہیں چھڑوا سکتے۔اب مرزا

صاحب ہی بتائیں کہ کیاان کے پاس وحی آتی ہے جوانہوں نے یہ بے بنیاد دعویٰ کر دیااور رسول ﷺ کے مقابلے میں معتزلہ کے عقیدے کے مطابق اپنی بات بیان کی۔

۳﴾ احادیث مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کے سخت گناہگار مثلاً چورو زانی وغیرہ حتیٰ کہ ان لوگوں کی شفاعت بھی فرمائیں گے کہ جنہیں گناہوں نے ہلاک کر دیا ہوگا۔مگر مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ تو وڈیروں کا طریقہ ہے جو انصاف کے خلاف ہے اور سراسر ظلم ہے۔مرزا صاحب کا نبی اکرم ﷺ پر (معاذ اللہ) یہ الزام نیا نہیں ہے بلکہ انکے ہم خیال لوگ پہلے بھی پیدا ہو چکے تھے اورانہوں نے بھی سرکار دو عالم ﷺ پر ظلم کا الزام عائد کیا تھا۔امام ابوداؤد نے سنن ابوداؤد میں روایت کرتے ہیں جسے ہم اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

''نبی اکرم اایک مرتبہ مال تقسیم فرمارہے تھے تو ایک شخص سامنے آیا جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی ،گال ابھرے ہوئے، تیکھی پیشانی، گھنی داڑھی اوراسکا سر گنجا تھا۔اس نے کہااے محمد اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔آپ انے فرمایا اگر میں بھی اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر کون انصاف کرے گا ۔اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین پر امین مقرر فرماتا ہے مگر تم مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ایک صحابی (خالد بن ولیدص) نے اس کے قتل کی اجازت طلب کی مگر نبی انے منع فرمادیا۔جب وہ شخص چلا گیا تو نبی ا نے فرمایااس کے بعد اسکی پوری قوم ہوگی جو کہ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نہیں اُترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے کہ جس طرح تیر شکار کو پھاڑ کے نکل جاتا ہے۔یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کرینگے مگر بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔اگر ہم انکو پاتے تو قوم عاد کی طرح قتل کر دیتے۔ ﴿جلد۲صفحہ۳۰۸﴾

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جس نے ہمیں اہلسنت و جماعت میں شامل کیااور مرزا صاحب اوران کے ہم خیال گمراہ ٹولے سے دور رکھا۔مرزا صاحب نے شفاعت بالوجاہت (یعنی نبی اکرم ﷺ جس کو چاہیں چھڑوالیں) ماننے والوں کو بدمعاش، بے دین، شیطان کے ایجنٹ اور کافر تک لکھا ہے۔مرزا صاحب کی ان گالیوں سے کوئی بھی نہیں بچ سکا یعنی اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ، صحابہ کرام، محدثین عظام بلکہ ساری کی ساری امت ان کی گالیوں کی زد میں آگئی ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون ۔کیاان تمام گالیوں کے باوجود بھی مرزا صاحب

مسلمان ہی رہینگے۔ فیصلہ قارئین کے ہاتھ میں ہے۔

ثالثا

مرزا صاحب نے لکھا ''اسی طرح کا اللہ بھی ان لوگون نے سمجھ رکھا ہے یعنی برے کام کیے جاوٴ ہنس پڑا تو جان چھوٹ گئی اور چاہے تو نیکی کرنے والوں کو دوزخ میں پھینک دے۔ یاد رکھو اس طرح کا خدا قرآن وحدیث میں نہیں ہے''

مرزا صاحب نے ان جملوں میں معتزلہ کے عقیدے کے مطابق یہ کہنا چاہا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ گناہگاروں کو عذاب دے اور نیکوکاروں کو انعام دے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا تو یہ ظلم ہوگا۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو نیکوکاروں کو عذاب دے اور گناہگاروں کو انعام دے تو یہ سراسر جھوٹ ہے۔ قرآن وحدیث میں یہ عقیدہ کہیں بیان نہیں ہوا۔ اس کے جواب میں میرا یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ لگتا ہے مرزا صاحب کا قرآن وحدیث وہ نہیں ہے جس پر ساری امت ایمان رکھتی ہے بلکہ کچھ اور ہی ہے۔ ورنہ ہمارے قرآن مجید میں تو اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔

''لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون''(۲۱۔۲۴ النساء) یعنی اللہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں پوچھ سکتا البتہ لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ ہمارے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''فعال لما یرید'' وہ جو چاہتا کرتا ہے۔ مسلمانوں کی حدیث کی کتب میں ہے۔ امام ابن دیلمی فرماتے ہیں کہ

> ''میں صحابی رسول ا حضرت ابی ابن کعب ص کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے دل میں تقدیر کے بارے میں عجیب وغریب خیالات آتے ہیں کوئی بات بتایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے وسیلے سے ان خیالات کو دور فرمادے۔ آپ ص نے فرمایا''اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان والوں اور زمین والوں کو عذاب دے تو وہ پھر بھی ظالم نہیں ہے اور اگر ان سب پر رحم کرے تو اس کی رحمت ان لوگوں کے نیک اعمال سے بہتر ہے۔ اور اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا تقسیم کرو تو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا کہ جب تک تقدیر پر ایمان نہ لے آوٴ۔ اس بات کو نہ مان لو کہ جو کچھ تمہیں پہنچا ہے وہ ہرگز تم سے خطا کرنے والا نہ تھا اور جو تم سے خطا کر گیا وہ ہرگز تمہیں پہنچنے والا نہ تھا۔ اگر تم اس عقیدہ پر نہ مرو تو تم ضرور جہنم میں داخل ہوگے۔ حضرت ابن دیلمی فرماتے ہیں کہ پھر

میں حبر امت حضرت عبداللہ بن مسعودص کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی ایسی ہی بات فرمائی پھر مین حضرت حذیفہ بن الیمان ص کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی یہی بات فرمائی پھر میں زید بن ثابت صکی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے اسی کے مثل رسول اللہا کی حدیث شریف سنائی۔'' ﴿مسند احمد۔ سنن ابوداؤدوابن ماجہ﴾

یقیناً ہمارے ذہین قارئین بھی یہ بات سمجھ چکے ہونگے کہ مرزا صاحب کا اس قرآن و حدیث پر ایمان نہیں ہے کہ جس پر سب مسلمانوں کا ایمان ہے ورنہ جو آیات واحادیث میں نے لکھی ہیں وہ مرزا صاحب کو بھی نظر آجاتیں اور اگر مرزا صاحب اصرار کریں کہ نہیں میں اسی قرآن کو مانتا ہوں۔ اور احادیث رسول اللہ ﷺ کو حق جانتا ہوں تو وہ خود ہی بتائیں کہ کیا قرآن کریم کی ایک بھی آیت کا منکر مسلمان کہلانے کا حقدار ہے حالانکہ انہوں نے تو کئی آیات اور احادیث کا ایک ہی سانس میں یہ کہہ کرانکار کردیا ہے ''یہ سب جھوٹ ہے''

اب اہلسنت کے عقیدے کی وضاحت کردوں کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے وہ کسی کا محکوم نہیں ہے وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ جو چاہے کرے کوئی اس سے سوال نہیں کرسکتا۔ وہ ہمارا مالک یکتا ہے ہم اس کے عاجز بندے ہیں۔ آقا اپنے غلام میں جس طرح چاہے تصرف کرے مالک اپنی ملکیت کے ساتھ جو چاہے کرے۔ اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ہاں البتہ اس نے اپنے ذمہ کرم سے یہ وعدہ فرمالیا ہے کہ وہ مومنوں کو جنت میں داخل فرمائے گا اور کافروں کو جہنم میں ڈالے گا۔ کہ وہ خود فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

رابعا

مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ''زہر چاہے ہندو کھائے یا مسلمان اس کا نتیجہ نکلنا ہی ہے۔ پانی پینے سے پیاس ختم ہوتی ہی ہے۔''

مرزا صاحب نے یہ بات بھی معتزلہ کے عقیدے کے مطابق لکھی ہے کیونکہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ اشیاء اپنی تاثیر میں حکم الٰہی کی محتاج نہیں ہیں یعنی زہر کا کام جان لینا ہے تو وہ ضرور جان لے گا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے اذن (اجازت) کی ضرورت نہیں۔ چھری کا کام کاٹنا ہے اگر وہ کسی کے جسم پر چلے گی تو ضرور کاٹے گی۔ اسے اذن الٰہی کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ ہر آن، ہر لمحہ، ہر کام میں خواہ حرکت ہو یا سکون اللہ تعالیٰ کے حکم کا محتاج ہے۔ لاکھ ہوائیں چلیں مگر پتہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر

سکتا کہ جب تک اللہ تعالیٰ حکم نہ کرے۔ڈاکٹر لاکھ انجکشن لگائے خوب دوا دے مرض دور نہ ہوگا، دوا کام نہ کرے گی کہ جب تک اللہ تعالیٰ دوا کو کام کرنے کا حکم نہ کرے۔اس کی واضح مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے جسے قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔احادیث میں اسکی تفصیل موجود۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حلقوم پر چھری چلائی تو نہ چلی کہ چھری کو حکم الٰہی نہ ہوا تھا مگر جب ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں اسی چھری کو پتھر پر مارا تو پتھر ٹوٹ گیا تھا۔اسی طرح حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ ایک معرکہ میں عیسائی پادری نے انتہائی خطرناک زہر کی پڑیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دکھائی اور کہا کہ اگر آپ قلعہ کے گرد سے محاصرہ نہ اٹھائینگے تو میں یہ زہر اس نہر میں ڈال دونگا اور قلعے والے اس کا پانی پی کر مر جائیں گے آپ لوگوں کے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ نہ مارے کوئی نہیں مرتا۔اس پادری نے کہا اگر یہ بات ہے تو تم اس کو کھا کر دکھاؤ۔آپ رضی اللہ عنہ نے وہ زہر کی پڑیا لی جو پورے قلعے کو مارنے کا کام دے سکتی تھی اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر وہ زہر کھا لیا۔آپ رضی اللہ عنہ کو ذرا سا پسینہ آیا اور کچھ بھی نہ ہوا۔لہٰذا پتہ چلا کہ مرزا صاحب کا یہ سمجھنا کہ اشیاء اپنی تاثیر میں حکم الٰہی کی محتاج نہیں ہے سراسر گمراہی ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے بچائے۔امین

خامسا

مرزا صاحب لکھتے ہیں ''وہاں پر بھی ہیرا پھیری ہو جاتی ہے (یعنی شفاعت) ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے بھی ہوں اور منہ سے کہتے بھی ہوں کہ قیامت آنی ہے مگر یہ کافر ہی ہیں''۔

اس عبارت میں مرزا صاحب نے شفاعت کے ماننے والوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ ہیرا پھیری سے مراد انکے نزدیک شفاعت بالوجاہت ہی ہے جیسا کہ ان کی تحریر سے ظاہر ہے۔مرزا صاحب کا مسلمانوں پر یہ فتویٰ کفر اسی وقت درست ہوسکتا تھا جبکہ وہ ثابت کر دیتے کہ واقعی شفاعت بالوجاہت کا قرآن وحدیث میں کوئی وجود نہیں ہے۔مگر الحمد للہ میں نے کئی آیات واحادیث سے شفاعت بالوجاہت کا ثبوت پیش کیا ہے۔لہٰذا یہ کفر کا فتویٰ خود مرزا صاحب ہی کی طرف لوٹ جائے گا۔امام مسلم رحمہ اللہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''جس شخص نے اپنے کسی دینی بھائی سے کہا ''اے کافر'' تو کفر دونوں میں سے کسی ایک کی طرف

لوٹے گا۔اگر وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا۔''

﴿صحیح مسلم﴾

انشاءاللہ مرزا صاحب قیامت تک قرآن وحدیث سے کوئی ایسی دلیل نہیں لا سکتے کہ جس کے ذریعے ثابت کر سکیں کہ شفاعت کو ماننا کفر ہے۔لہٰذا مرزا صاحب خود اپنے ہی فتوے کی زد میں آگئے ہیں۔ہمارے معزز قارئین کو یاد ہوگا کہ مرزا صاحب نے اپنے پچھلے مضمون بعنوان ''مسلمان اور فرقہ واریت آخر کیوں''میں صحابہ کرام ﷺ ائمہ مذاہب اربعۃ رحمۃ اللہ علیہم پر یہ کہہ کر الزام عائد کیا تھا کہ ان کے اختلافات ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور ان کے پیروکار ایک دوسرے کو غلط اور کافر کہنے میں ذرا عار محسوس نہیں کرتے ہیں۔لہٰذا صحابہ کرام ﷺ اور ائمہ رحمۃ اللہ علیہم کو چھوڑ دو اور انہیں ایک طرف رہنے دو۔میں نے جو مضمون جواباً لکھا تھا اس کی ابتداء ہی کہا تھا کہ مرزا صاحب ہمدردی کے لباس میں اپنے باطل نظریات کا پرچار کرنا چاہتے ہیں۔یہ بات مرزا صاحب کے دوسرے مضمون سے ظاہر ہو گئی کیونکہ مرزا صاحب نے اپنے اس مضمون میں ان تمام مسلمانوں کو جو شفاعت کے قائل ہیں بد معاش اور شیطان کے ایجنٹ کہہ کر گالیاں بکی ہیں بلکہ انہیں کافر بھی لکھ دیا ہے۔لہٰذا انہوں نے اپنے پہلے مضمون میں جو اتحاد بین المسلمین کی باتیں لکھیں تھیں وہ کھوکھلے نعروں کے سوا کچھ نہیں ہے۔شریعت اسلامیہ میں اسی دورخی پالیسی کو نفاق کہا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو منافقت اور منافقوں کے شر سے محفوظ فرمائے امین۔

اگرچہ مرزا صاحب کے مضمون میں دیگر بہت سی باتیں ہیں جو کہ قابل گرفت ہے مگر میں قارئین کی اکتاہٹ کے خوف سے انہی نکات پر اکتفاء کر رہا ہوں آخر میں اس سوال کا جواب لکھ کر قلم کو روک رہا ہوں کہ جو مرزا صاحب کے مضمون کا محور ہے۔وہ یہ کہ اگر قیامت کے دن بھی گناہگاروں کو سزا نہ ملی تو مظلوموں کی دادرسی کیونکر ہوگی۔ان کو سکون کس طرح آئے گا۔جہاں تک حقوق اللہ کا معاملہ ہے تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معاف کر دے اور جس کو چاہے بخش دے مگر حقوق العباد کے معاملے میں لوگوں سے ضرور باز پرس ہوگی۔اگر اہل حقوق نے اپنے حقوق معاف کر دیئے تو زیادتی کرنے والا شخص بغیر عذاب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور اگر انہوں نے معاف نہ کیے۔تو جہنم میں ڈالا جائیگا مگر رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے طفیل جلد یا کچھ تاخیر سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔اور اگر کسی زیادتی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جہنم میں نہ ڈالنا چاہے۔

مگراس طرح سے کہ مظلوم بھی راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بات کا حل ازل سے جانتا ہے ایک روایت میں اس کی مثال یوں بیان کی گئی ہے امام حاکم مستدرک میں صحیح سند سے حضرت انس ؓ سے روایت کرتے ہیں

''ہم رسول اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک حضور نے تبسم فرمایا کہ آپ کے دندان مبارک نظر آنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں حضور کس بات پر تبسم فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت کے دو آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونگے ان میں سے ایک کہے گا الہ العالمین مجھے اس بھائی سے انصاف دلا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا اسے اس کا حق دو تو وہ عرض کرے گا۔ یا الٰہی میری نیکیوں میں سے کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انصاف چاہنے والے سے فرمائے گا اب کیا کہتے ہو؟ وہ عرض کرے گا اللہ اسکے عوض میرے گناہوں کا بار اس کے سر کردے۔ حضور کی چشم ہائے اطہر اشک بار ہوگئیں۔ پھر فرمایا بے شک یہ بہت شدید دن ہوگا۔ لوگ اپنے گناہ دوسروں پر ڈالنے کے خواہشمند ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے فرمائے گا نظر اٹھا کر جنت کو دیکھو۔ وہ جنت کو دیکھ کر کہے گا۔ میں نے سونے چاندی کے اونچے اونچے محلات دیکھے ہیں جن میں موتی جڑے ہوئے ہیں یہ کون سے نبی، صدیق یا شہید کیلئے ہیں؟ رب ذوالجلال فرمائے گا جو اس کی قیمت ادا کرے گا اسکو دونگا۔ وہ عرض کریگا اے اللہ اسکی قیمت کس کے پاس ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی قیمت تیرے پاس ہے وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو معاف کردے۔ چنانچہ وہ اسے معاف کردیگا۔ رب تعالیٰ فرمائے گا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور جنت میں داخل ہوجا۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپس میں صلح کراؤ۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں میں باہم صلح کرائے گا۔''

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو مرزا اور ان کی طرح دیگر گمراہوں کی گمراہی سے محفوظ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔